مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲
پردہ اُٹھتا ہے
از: محترم اقبال احمد اختر القادری
ت اہلِ سنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی

منقبتِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

عرصہ ہوا وہ مردِ مجاہد چلا گیا
سینوں میں ایک سوزشِ پنہاں ہے آج بھی

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیئے
علماءِ حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

تم کیا گئے کہ رونقِ محفل چلی گئی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی

للہ اپنے فیض سے اب کام لیجیئے
فتنوں کے سر اٹھانے کا امکاں ہے آج بھی

طیبہ میں ان کی ذات سلامت رہے کہ جو
تیری امانتوں کا نگہباں ہے آج بھی

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحبِ قرآں ہے آج بھی

مرزا سرِ نیاز جھکاتا ہے اس لئے
علم و عمل پہ آپ کا احساں ہے آج بھی

پیش لفظ

اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، سرزمین ہند و پاک ہی نہیں بلکہ عالمِ اسلام کی ایک قد آور، بلند و بالا اور عظیم ترین اسلامی شخصیت کا نام ہے ـــــ آپ کی شخصیت اس قدر جامع اور ہمہ گیر ہے کہ اس کا قلم سے احاطہ ناممکن ہے ـــــ اس حقیقت کے باوجود فاضل نوجوان جناب محمد اقبال احمد اختر القادری نے بڑے ہی شگفتہ، سلیس اور منفرد انداز میں آپ کے حالاتِ زندگی قلم بند کیئے ہیں ـــــ جو عرسِ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے موقع پر آپ کے پیشِ خدمت ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت کے مفت سلسلہ اشاعت کا یہ بارھواں کتابچہ ہے ـــــ جمعیت ھٰذا اب تک بارہ مختلف موضوعات پر ہزاروں کتابیں اندرون و بیرونِ ملک مفت تقسیم کر چکی ہے ـــــ ربِ کریم عزّوجل ہماری اس سعی کو قبول فرمائے، اور ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

طالب بقیع
محمد عرفان قادری ضیائی
(ناظم اعلیٰ جمعیتِ ھٰذا)

اظہار تشکر

- ـــــ سیدی استاذی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قبلہ زید عنایتہ ،
- ـــــ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری مدظلہ ۔
- ـــــ برادرم سید سرفراز الدین قبلہ مدظلہ ۔
- ـــــ برادرم محمد جاوید اختر قادری مدظلہ ۔
- ـــــ برخوردارم عابد علی سلمہ ۔

فجزاہم اللہ احسن الجزاء

احقر اقبال احمد اختر القادری

والد : فاطمہ ...... ارے بیٹی فاطمہ ! کہاں ہو ؟
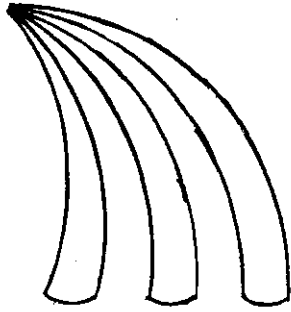
فاطمہ : (باورچی خانے سے جواب دیتے ہوئے) جی ابو آئی ۔

والد : بیٹی ! ذرا دیکھو تو ہاکر اخبار ڈال گیا ؟

فاطمہ : جی ابو ، وہ تو کب کا اخبار دے جاچکا ۔

والد : لاؤ ایک کپ چائے اور اخبار لے آؤ ۔

فاطمہ : کیوں ابو ! کیا ناشتہ نہیں کریں گے ؟

والد : ارے بھئی آج کونسا دفتر جانا ہے ، آج تو جمعہ (چھٹی کا دن) ہے آرام سے ناشتہ کریں گے ...... لاؤ اخبار لے آؤ ۔

(ابھی باپ بیٹی میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں فاطمہ کا بھائی اختر اخبار لئے کمرے میں داخل ہوا ـــــ وہ بارہویں جماعت کا طالبعلم ہے ۔ اُسے اخبارات وغیرہ پڑھنے کا بہت شوق ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ روزانہ صبح کو دروازے پر ہاکر کا منتظر رہتا ہے تاکہ اخبار کو اوّل وقت

میں پڑھ لے پھر کالج جائے)۔
اختر: اخبار میرے پاس ہے، میں پڑھ رہا ہوں۔
والد: لاؤ مجھے دو، تم بعد میں پڑھ لینا۔ (ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا)
اختر: ابو! یہ احمد رضا کون ہیں؟ آج اخبار کے پورے ایک صفحہ پر ان کی حیات و کارناموں پر مضامین آئے ہیں۔ (یہ سوال کرتے ہوئے اخبار والد کی جانب بڑھایا اور سوالیہ نگاہوں سے اپنے والد کی طرف دیکھنے لگا)
والد: (اخبار لیتے ہوئے) اچھا...... آج صفر کی ۲۵ تاریخ ہوگی غالباً۔
اختر: ۲۵ تاریخ! کیا مطلب؟
والد: مطلب یہ کہ ۲۵ صفر حضرت مولانا احمد رضا خاں کا یوم وصال ہے۔ آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو انتقال فرمایا تھا۔ اسی لئے آج ان کے یوم وصال کے موقع پر اخبار میں ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ان کی شخصیت پر مختلف اہل قلم کے مضامین اور بڑے بڑے دانشوروں کی آراء شائع کی گئی ہونگی' جیسا کہ گذشتہ سال بھی ان کی برسی پر اخبارات نے مضامین شائع کئے تھے۔
(یہ جواب دے کر اختر کے والد اخبار کا مطالعہ کرنے لگے)۔
اختر: ابو! یہ کہاں کے رہنے والے تھے، ان کے متعلق کچھ بتائیے نا....
والد: بیٹا! یہ خود تو انڈیا کے شہر بریلی کے رہنے والے تھے مگر ان کے باپ دادا قندھار، افغانستان کے رہنے والے تھے اور وہاں کے قبیلہ

"بڑھیچ" سے ان کا تعلق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نسباً پٹھان ہوئے۔ آپکے خاندان کے بڑے لوگ دادا پردادا مغل بادشاہ، شاہجہاں کے دورِ حکومت میں افغانستان سے لاہور آئے اور یہاں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے یہ جو لاہور کا شیش محل ہے، یہ انہی کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے یہ لوگ دہلی چلے گئے، اور وہاں سے روہیلکھنڈ بریلی، جہاں انھوں نے مستقل رہائش اختیار کرلی۔ اسی شہر بریلی میں مولانا احمد رضا خاں، ۱۰ شوال یعنی میٹھی عید (عید الفطر) کے نو دن بعد پیدا ہوئے۔
اختر: کیا یہ عالم دین تھے؟ جو ان کے نام کے ساتھ "مولانا" لکھا ہوا ہے، جیسا کہ ہمارے اسلامیات کے سر جو کہ ایک عالم دین ہیں، جن کو ہمارے دوسرے سب سر مولانا صاحب، مولانا صاحب کہتے ہیں۔
والد: ہاں بیٹا! مولانا احمد رضا خاں دنیائے اسلام کے بہت بڑے عالم تھے۔ یہ اپنے دور کے مجدد تھے مجدد۔ یہ علوم اسلامیہ کا ایک ایسا سمندر تھے کہ جسکا کنارہ مشکل ہی سے شائد مل سکے گویا بحر بیکراں تھے۔ ان کو قرآن و حدیث کے علاوہ پچپن علوم و فنون پر مکمل مہارت حاصل تھی، ارے نہیں بلکہ اکہتر (۷۱) علوم و فنون پر دسترس رکھتے تھے۔ وہ ہر جدید و قدیم علم سے واقف تھے اور واقف بھی ایسے کہ ایک مرتبہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر کو ریاضی کے کسی سوال میں مشکل درپیش ہوئی تو کسی نے ان کو مولانا احمد رضا

سے ملنے کا مشورہ دیا۔ جب وہ مولانا سے ملے تو دنگ رہ گئے کہ مولانا
نے ان کا مشکل ترین سوال ذراسی دیر میں حل کر کے انکے ہاتھ میں دیدیا۔

اختر : ابو! جو وائس چانسلر صاحب سوال معلوم کرنے گئے تھے انکا نام کیا تھا؟

والد : بیٹا! ان کا نام پروفیسر ڈاکٹر سر ضیأ الدین احمد ہے۔

اختر : (حیرت سے) ڈاکٹر سر ضیأ الدین احمد؟..... میں نے تو پڑھا ہے
کہ وہ علم ریاضی میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اور غالباً انہوں نے اس
میں ڈاکٹریٹ بھی کیا تھا، اور یہ کہ ان کا شمار دنیا کے بڑے بڑے
اور ممتاز ترین ریاضی دانوں میں ہوتا تھا۔ اور ہندوستان میں تو
سب سے بڑے وہی ریاضی داں تھے۔

والد : ہاں بیٹا! تم نے ٹھیک کہا ____ ڈاکٹر سر ضیأ الدین احمد
ریاضی میں یکتائے زمانہ تھے۔ مگر جب وہ مولانا احمد رضا خاں
سے ملے اور انہوں نے ان کا سوال پل بھر میں حل کر دیا تو بڑے
متاثر ہوئے، اور یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ "ہندوستان میں یہ علم جاننے
والا مولانا احمد رضا خاں کے علاوہ کوئی نہیں"۔ نیز کہا کہ "صحیح
معنوں میں یہ ہستی ہی "نوبل پرائز" کی مستحق ہے"۔

اختر : ابو! ابھی آپ نے کہا کہ مولانا احمد رضا خاں جدید
علوم سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ تو کیا وہ جدید سائنس سے بھی واقف تھے؟

والد : ہاں بیٹا! علوم جدیدہ اور سائنس میں مولانا کی مہارت کا

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب ۱۹۱۹ء میں امریکہ کے
ایک سائنسداں "سان فرانسسکو" نے نیوٹن سائنسداں کے
نظریۂ کشش ثقل کے تحت ممالک متحدہ امریکہ کی تباہی اور دنیا کے
دوسرے علاقوں میں زلزلوں اور طوفان کی پیشن گوئی کی تو مولانا
احمد رضا خاں نے فوراً اس کا تعاقب کیا اور اپنی سائنسی
تحقیقات سے اس پیشن گوئی کو باطل قرار دیا کہ کوئی طوفان
یا زلزلہ نہیں آئے گا ____ یہ سائنسی دنیا کا ایک بہت بڑا چیلنج
تھا۔ جسے مولانا نے قبول کیا۔ چنانچہ امریکی سائنسداں نے جس
دن کی پیشن گوئی کی تھی، جب وہ دن آیا تو کچھ نہ ہوا۔ دنیا بھر کے
ماہرین ہیأۃ بڑی بڑی دوربینیں لگائے آسمان کو تکتے رہے کہ تباہی
اوپر سے آنے والی ہے مگر کچھ بھی نہ ہوا ____ امام احمد رضا
نے سائنسداں "نیوٹن" اور "آئن اسٹائن" کے نظریات حرکت زمین
پر بھی تنقید کی ہے اور اپنی فاضلانہ تحقیقات دنیا کے سامنے پیش کر
کے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ ان کی کتابیں

+ ____ معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین۔
+ ____ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان۔
+ ____ فوز مبین در رد حرکت زمین۔
+ ____ الکلمۃ الملہمہ ____ وغیرہ

اسی قسم کی تحقیقات پر مشتمل ہیں۔ نیز علوم جدیدہ میں مولانا
احمد رضا خان کی مہارت دیکھ کر لاہور شہر کے اسلامیہ کالج کے
اس زمانے کے پرنسپل پروفیسر مولوی حاکم علی، جن کی جدید سائنس
پر گہری نظر تھی، اتنے متاثر ہوئے کہ مولانا کو چودھویں صدی کا
مجدّد قرار دیا۔ وہ مولانا احمد رضا کے ہاں لاہور سے بریلی
آتے جاتے تھے۔ ان سے استفادہ کرتے اور ان کے یہاں جاکر اپنے
سائنسی تجربات کرتے تھے۔ مولانا احمد رضا خان ایک کامیاب
سائنسداں تھے، وہ سائنس کو قرآن کی روشنی میں پرکھنے کے قائل
تھے۔ ان کے نزدیک قرآن کتابِ ہدایت بھی ہے اور کتابِ حکمت
بھی۔ اس دور میں جبکہ لوگ قرآن میں تاویلیں کرکے سائنسی
نظریات کو سچا ثابت کررہے تھے۔ اور قرآن کو سائنس کی روشنی
میں دیکھ رہے تھے۔ اس وقت صرف اور صرف مولانا احمد رضا
ہی نے یہ صدا بلند کی کہ قرآن کو سائنس سے نہیں سائنس کو
قرآن سے پرکھو ـــــ کہ قرآنی نظریات قطعی ہیں، ارتقا پذیر نہیں
جبکہ سائنس آج جو ثابت کرتی ہے کل خود سائنسداں اس کو باطل
قرار دے دیتے ہیں ـــــ وہ سائنس کو قرآن کی روشنی میں
دیکھتے تھے۔

اختر: ابو واقعی! انہوں نے امریکی سائنسداں کی پیش گوئی

غلط ثابت کردی تھی! ـــــ اگر ایسا ہے...... تو یہ بہت بڑے
سائنسداں ہوئے۔ ہم لوگوں کو ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔
ابو! آپ نے جن کتابوں کے ابھی نام لیئے ہیں وہ مجھے ضرور لاکر دیجیئے گا،
تاکہ میں خود ان کا مطالعہ کروں ـــــ ابو لاکر دیں گے نا ـــــ!

والد: ہاں بیٹا! کیوں نہیں ضرور ـــــ

(اتنے میں فاطمہ چائے لے آئی اور وہ بھی بیٹھ کر باتیں سننے لگی)

اختر: (سوال کرتے ہوئے) ابو! یہ "مجدّد" کا کیا مطلب ہے؟

والد: (چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے) ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا فرمان ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس امّت کے لیئے ہر سو سال پر
ایسے شخص کو مقرر فرمائیگا جو اس دینِ اسلام کو از سرِ نو نیا کردے گا۔
یعنی حالاتِ زمانہ کے مطابق آسانیاں پیدا کردے گا ـــــ
بڑے بڑے علمائے اسلام اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ "مجدّد" کیلئے ضروری
ہے کہ ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے اوّل میں اس کے
علم وفضل کی شہرت رہی ہو، علماء کے درمیان اسکے احیائے سنت،
ازالۂ بدعت اور دیگر دینی خدمات کا چرچا ہو ـــــ چودھویں صدی
کے بڑے بڑے علماء کی تصریح کے مطابق مولانا احمد رضا خان
چودھویں صدی کے مجدّد ہیں۔ ان کی احیاء سنت کی تحریک سے کون
واقف نہیں، ان کے علم وفضل کا چرچا نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ

حرمین شریفین میں بھی ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں جب یہ حج بیت اللہ اور زیارت
حرمین شریفین کے لیئے حاضر ہوئے تو دورانِ قیام مکہ، ایک دن صحن
حرم شریف میں بیٹھے تھے کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور ان کی
پیشانی دیکھ کر کہنے لگے "واللہ میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھتا
ہوں ــــ نیز بعض علمائے عرب نے آپ سے کسی مسئلہ پر سوال کیا تو
آپ نے بغیر کسی کتاب میں حوالہ دیکھے تقریباً چار سو صفحات کی
ایک عربی کتاب جواب میں لکھ دی۔ علمائے عرب نے جب آپکا
فاضلانہ جواب دیکھا تو ان کی علمی بصیرت و ذہانت پر حیران رہ
گئے اور بے ساختہ یہ اعلان کیا کہ یہ شخص موجودہ صدی میں
"مجددِ دین وملت" ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اپنی زبان وقلم
سے ردّ بدعات اور احیاء اسلام کے لیئے بھرپور جدوجہد کی، بے شمار
فتاویٰ جاری کیئے اور سینکڑوں رسائل تحریر کیئے ہیں۔

اختر: ابوّ! یہ بدعات کسے کہتے ہیں؟

والد: بیٹا! بدعات، بدعت کی جمع ہے اور بدعت کے لغوی معنی
کسی نئی بات کا اضافہ کرنا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نت نئی
خلافِ شریعت باتوں کے سخت مخالف تھے، وہ بدعات سے اس حد
تک نفرت کرتے تھے کہ اہلِ بدعت کی صحبت کو بھی مہلک و خطرناک
قرار دیتے تھے۔ وہ تمام زندگی اہلِ بدعت سے بچنے کی ہدایت کرتے

رہے۔ انہوں نے عوام اور خواص سب کو یہی نصیحت کی ــــ
مولانا احمد رضا خاں ہر وہ نئی بات جس کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع فرمایا ہو اور جس سے منشأ شریعت کو تقویت پہنچے، جائز قرار
دیتے تھے، جبکہ دیگر نئی نئی بدعات جن سے گمراہی کو فروغ ملے، نفرت
کرتے تھے۔ وہ دین تو دین، دنیاوی زندگی میں بھی ایسی نئی نئی باتوں
کی تائید نہ کرتے تھے جو آدمی کے اسلامی تشخص کو مجروح کر دیں۔
(اتنے میں باہر دروازہ پر کسی نے دستک دی) ــــ ارے اختر! دیکھو
تو باہر کون ہے؟
(اختر نے باہر جاکر دروازہ کھولا تو ان کے ابوّ کے دوست سرفراز صاحب
تھے)۔

اختر: (وہیں کھڑے ہوئے) ابوّ! سرفراز انکل ہیں۔

والد: ہاں بھئی ادھر بلالو۔

(سرفراز صاحب اندر آئے اور سلام دعاء کرکے صوفہ پر بیٹھ گئے)۔

سرفراز: واہ نواب صاحب! ابھی تک بستر سے اٹھے نہیں۔

والد: ارے کونسا آج دفتر جانا ہے، آرام سے اُٹھیں گے۔ تم سناؤ،
کیا حال چال ہیں کیسے آنا ہوا؟

سرفراز: بس یار کیا بتاؤں، سب گھر والے کل سے شادی میں گئے
ہوئے ہیں، بور ہو رہا تھا سوچا چلو تم سے چل کر گپ شپ کریں گے

——— تم سناؤ ! اخبار میں کیا خبریں ہیں ؟

اختر : انکل آج اخبار میں عالم اسلام کی ایک عظیم شخصیت پر مضامین آئے ہیں ۔ ابھی ابو اور ہم لوگ ان ہی کی شخصیت پر باتیں کر رہے تھے ۔ (اپنے ابو کے پلنگ سے اخبار کا خصوصی ایڈیشن اٹھا کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا) ۔

سرفراز : (اخبار دیکھتے ہوئے) اچھا ..... اس بدعتی مولانا بریلوی کی بات کر رہے ہو ۔ جس نے بریلوی فرقہ کی بنیاد ڈالی تھی اور عالم اسلام کے بڑے بڑے جید علماء کرام کو کافر قرار دیا تھا ، یہ تو انگریزوں کا ایجنٹ تھا ایجنٹ ، اور اپنے انگریز آقا کے حکم پر اس نے دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرکے بگاڑ پیدا کیا ۔

والد : (گھورتے ہوئے) کیا بکتے ہو ——— تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے ——— تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔

سرفراز : مجھے کسی نے نہیں بتایا ، میں نے خود کتابوں میں پڑھا ہے ۔

والد : تم نے مولانا احمد رضا خان کی اصل کتب کا مطالعہ کیا ہے یا کہ صرف دوسروں کی ہی کتابیں پڑھی ہیں ؟

سرفراز : میں نے اصل کتاب تو کوئی نہیں دیکھی ، ہاں ان پر لکھی گئی کتب ہی پڑھی ہیں ۔

والد : ہاں ..... جبھی تو تم غلط فہمی کا شکار ہو ——— کیا تم نے یہ

نہیں پڑھا کہ سنی سنائی بات پر یقین نہ کرو جب تک تصدیق نہ کرلو ۔ میرے پاس مولانا کی کچھ کتابیں ہیں ، میں تمہیں دکھاتا ہوں ———

(اختر کی طرف رخ کرتے ہوئے) بیٹا ! جاؤ ذرا میری الماری کھول کر درمیان والے خانے کی کتابیں نکال کر لاؤ ۔ میں اتنے میں منہ ہاتھ دھولوں ۔

——— اور بیٹی ناظمہ ! تم ناشتہ تیار کرکے لگاؤ ۔

(کچھ دیر بعد اختر کتابیں نکال کر لے آیا ، اور اس کے والد بھی منہ دھو کر آگئے) ۔

والد : دیکھو ! مولانا احمد رضا خاں نے اسلام سے ہٹ کر کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا ——— ان کی محققانہ تصنیفات دیکھو ——— ان میں وہی وہی بات ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے ——— سب باتیں سچ ہیں سچ ——— کوئی کاٹ پیٹ نہیں ——— قرآن وحدیث سے تو سب کہتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ وہ اپنی بات کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب صرف قرآن وحدیث کی باتیں کرتے ہیں ——— ذرا تاریخ کا بغور مطالعہ تو کرو تم کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں جب مسلمان گروہوں میں بٹ رہے تھے تو مولانا احمد رضا خاں ہی وہ مرد مجاہد تھے کہ جو ملت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچانے میں ہمہ تن مصروف تھے ۔ اوائل چودھویں صدی میں مسلمانان ہندوستان کے حالات دگرگوں تھے ۔

نئے نئے خیالات، نئے نئے نظریات سامنے آرہے تھے ــــــــ کوئی کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں اور آپکی عزت ایسی کرنی چاہیے جیسے بڑے بھائی کی کی جاتی ہے ــــــــ کوئی کہہ رہا تھا کہ حضور کا خیال نماز میں آجائے تو وہ اپنی گائے اور گدھے کے خیال میں مگن ہونے سے بدرجہا برا ہے ــــــــ کوئی کہتا تھا کہ جس کا نام "محمد" یا "علی" ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ــــــــ کوئی کہہ رہا تھا کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ــــــــ کسی نے کہا کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر قادر ہے ــــــــ کسی نے کہا کہ حضور کی میلاد شریف منانا اور اسکی محفل میں شریک ہونا ناجائز ہے ــــــــ کسی نے حدیث پر اعتراض کیا تو کسی نے قرآن پر، اور کسی نے حضرات اولیاء کرام وصوفیاء پر اعتراض کیا ــــــــ یقین وایمان کے بجائے دل، شکوک وشبہات کا گھر بن گئے ــــــــ طرح طرح کی بولیاں بولی جانیں لگیں ــــــــ مولانا احمد رضا خاں نے اس وقت صدائے حق بلند کی، صداقت کو آشکار کیا مگر...... ستم ظریفی کہ ــــ جس نے گروہ بندی فرقہ پرستی کے خلاف جہاد کیا اس ہی کو فرقہ پرست اور فرقہ پرور کہا جانے لگا ــــــــ مولانا نے کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا، انہوں نے تو وہی عقائد وافکار پیش کیئے

جو ہر زمانے میں مسلمانوں کے رہے۔ انہوں نے وہی بات کہی اور وہی پیغام دیا جو صدیوں سے دیا جارہا تھا، جسکو لوگ بھول گئے تھے ــــ انہوں نے ان باتوں کو یاد دلایا اور اسلاف کی یاد تازہ کردی۔ پھر وہ اسلاف کی نشانی بن گئے ــــ چونکہ وہ بریلی کے رہنے والے تھے اس لیئے ان کا آفاقی پیغام ان کی نسبت کی وجہ سے بریلی شہر سے منسوب ہوا اور پھر "بریلوی" سے تعبیر کیا جانے لگا ــــ اب اسلافِ کرام کے افکار وعقائد کو مولانا **احمد رضا خاں** کے تجدیدی کارناموں کی نسبت سے "بریلوی" کہا جاتا ہے۔ ورنہ "بریلوی" کوئی فرقہ نہیں ــــــــ رہی یہ بات کہ وہ انگریزوں کے خیر خواہ تھے، تو یہ بھی غلط الزام ہے، یہ دیکھو مولانا کی کتاب "فتاوٰی رضویہ" کی چھٹی جلد، اسکا صفحہ نمبر ۷۴ پڑھ لو جو کہ صاف بتاتا ہے کہ انگریز تو انگریز وہ انگریزی زبان وثقافت، انگریزی لباس اور انگریزی تہذیب اور تمدن کے بھی خلاف تھے، کیونکہ کسی بھی قوم کی زبان، لباس اور تہذیب وتمدن قومی تشخص پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انگریزی لٹریچر بالعموم عقائد وخیالات میں فساد پیدا کرتا ہے، اس لیئے وہ ایسے لٹریچر کے خلاف تھے جو قدیم اسلامی عقائد میں فساد پیدا کرے۔ وہ تو انصاف کے حصول کے لیئے انگریزی عدالت میں جانا بھی پسند نہ کرتے تھے بلکہ انگریزی عدالت کو تسلیم ہی نہ کرتے تھے ــــــــ

یہ لو! فتاویٰ رضویہ کی یہ تیسری جلد ہے، اس میں جگہ جگہ ایسی
عبارات ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ مولانا انگریزی لباس و وضع
کے ساتھ پڑھی گئی نماز کو واجب الاعادہ سمجھتے تھے۔ تو ایسا شخص
کیونکر انگریز کا خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ وہ تو زندگی بھر انگریز کی مخالفت
کرتے رہے۔ اور نہ صرف انگریز بلکہ بد مذہبوں، روافض اور
قادیانیوں کے ردّ میں بھی انہوں نے یہ سب کتابیں لکھی ہیں۔

+ — ردّ الرفضہ (۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء)
+ — اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ (۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء)
+ — البشریٰ العاجلہ فی تحف آجلہ (۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء)
+ — المبین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)
+ — قہر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)
+ — الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی اہمیت
دیتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن و حدیث میں جو اللہ اور رسول سے
والہانہ عشق و محبت کا مطالبہ کیا گیا ہے، مسلمانوں کے دلوں میں اس
عشق و محبت کا چراغ روشن کیا جائے اور ان کے اقوال و اعمال میں اس کی
جھلک نظر آئے ـــــ یہ دیکھو! یہ مولانا کی کتاب "مقال عرفا"
ہے۔ جس میں انہوں نے شریعت کے علاوہ تمام راہوں کو مردود قرار دیا ہے

وہ شریعت و طریقت کو آج کل کے لوگوں کی طرح دو الگ خانوں میں تقسیم
نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع (شاخ)
ـــــ انہوں نے بدعات کی اصلاح کے لئے کئی رسالے تحریر کئے ـــــ
سجدۂ تعظیمی کے خلاف یہ رسالہ "الزبدۃ الزکیۃ تحریم سجود التحیۃ" تحریر کیا
ـــــ غیر محرم کے سامنے عورتوں کی بے پردگی کے خلاف رسالہ .....
"مروج النجاء لخروج النساء" ـــــ میت کے گھر جمع ہو کر دعوت کھانے
والوں کے خلاف "جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت" لکھا ـــــ
جبکہ زیارتِ قبور کے لئے عورتوں کے جانے کی ممانعت کرتے ہوئے یہ رسالہ
"جمل النور فی نہی النساء عن زیارت القبور" تحریر فرمایا ـــــ الغرض میری
معلومات کے مطابق تو مولانا احمد رضا خاں نے مشکل ترین حالات
میں تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دیا اور تم ان کی خدمات کا اعتراف کرنے
کے بجائے بہتان لگا رہے ہو؟ .... حیرت ہے ـــــ
سرفراز: نہیں یار! یہ بات نہیں، اصل میں ہمیں مولانا احمد رضا
خاں بریلوی کی شخصیت سے شروع ہی سے اس طرح متعارف کرایا گیا۔
اور پھر ان کے خلاف جھوٹ پر مبنی لٹریچر نے میرا ذہن پراگندہ کر دیا۔
آج تم نے حقیقت سے آشکار کر دیا ـــــ میری آنکھوں سے تعصب
کا پردہ اٹھا دیا ـــــ مجھے افسوس ہے کہ میں بغیر تحقیق و تدقیق کے، اب تک
اللہ کے ایک نیک ولی سے بدظن رہا ـــــ اب تم سے میری گذارش ہے

کہ تم مجھے مولانا احمد رضا خان کی اپنی کتابیں لا کر دینا، تاکہ میں خود
اصل کتابوں کا مطالعہ کرتا رہوں اور مزید معلومات حاصل کروں۔
(کافی دیر خاموش بیٹھے سستے رہنے کے بعد)۔

اختر: ابو! کیا مولانا احمد رضا خان نے پاکستان کی تحریک میں
بھی حصہ لیا تھا؟

والد: ہاں بیٹا! اگر دیکھا جائے تو جس بنیاد پر تحریکِ پاکستان
چلی یعنی "دو قومی نظریہ" اس کے پیش کرنے والوں میں مولانا صاحب
سرفہرست ہیں ___ انہوں نے سب سے پہلے ۱۸۹۳ء اور ۱۹۰۰ء میں
پٹنہ کی آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس میں اس وقت دو قومی
نظریئے کا پرچار کرکے تحریکِ پاکستان کی بنیاد ڈالی۔ جب......
بانئ پاکستان محمد علی جناح اور شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال بھی متحدہ قومیت
کے حامی تھے، اور یہ تو آج کے اس اخبار میں بھی آیا ہے۔ دیکھو....
جناب کوثر نیازی صاحب کا اس میں مضمون ہے، جناب موصوف پاکستان
کے بڑے مشہور و معروف، ادیب و صحافی اور ماہر سیاستدان ہیں، وہ
لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت
آواز اٹھائی جب علامہ اقبال اور قائداعظم بھی اس کی
زلفِ گرہ گیر کے اسیر تھے ___ دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ

کے عقیدہ میں امام احمد رضا خان مقتدا ہیں اور یہ
دونوں حضرات مقتدی تھے ___ پاکستان کی تحریک کو کبھی
فروغ نہ حاصل ہوتا اگر امام احمد رضا خان سالوں پہلے
مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔

اختر: ابو! اگر مولانا احمد رضا خان نے تحریک پاکستان میں
اس قدر اہم خدمات انجام دیں ہیں تو پھر تحریکِ پاکستان کے واقعات
اور ہمارے کورس کی کتابوں میں انکا نام کیوں نہیں ملتا؟

والد: بیٹا! یہی تو ہماری تاریخ کا المیہ ہے کہ جنہوں نے دین و ملت کی
بے لوث خدمت کی وہ پس منظر میں چلے گئے، اور جنہوں نے ان کے
مقابلے میں معمولی کام کیا، مبالغہ آرائی اور پروپیگنڈہ کے ذریعے
ان کی خدمات کو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھایا گیا ___

* یہ تاریخ نگاری کا المیہ نہیں تو کیا ہے ___؟
* یہ کھلی بددیانتی نہیں تو کیا ہے ___؟

تاریخ کی ترتیب میں تعصب سے کام لیا گیا اور جو کچھ بھی لکھا گیا یکطرفہ
لکھا گیا ___ مگر ہاں! آج کا مورخ انصاف پسند ہے ___
اس نے حقائق و شواہد ڈھونڈ نکالے ہیں۔ جس کا بین ثبوت آج کا یہ
اخبار ہے۔

فاطمہ: (آواز دیتے ہوئے) ابو ___ اختر بھائی ___ گرم گرم ناشتہ

تیار ہے۔ سب لوگ آجائیں۔

(سب لوگ ناشتے کے لیئے کھانے کی میز پر پہنچ گئے۔ وہاں اختر کی والدہ پہلے سے ہی موجود تھیں ـــــ سرفراز صاحب کو دیکھ کر سلام دعا ہوئی اور پھر سب کچھ ہی دیر میں ناشتہ سے فارغ ہوکر ڈرائنگ روم میں آگئے)

والدہ: (سرفراز صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے) بھائی جان! آپ نے اختر کے دادا کی برسی پر بھابھی کو کیوں نہیں بھیجا؟ ـــــ اور آپ خود بھی نہیں آئے؟

سرفراز: بھابھی کیا بتاؤں ـــــ مجھے اصل میں کسی نے غلط بتایا تھا کہ سوئم، چہلم اور برسی وغیرہ پر جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح ہوتے ہیں اور جو کھانا تقسیم ہوتا ہے وغیرہ، وہ سب حرام ہے۔ مگر..... جب میں نے اپنے محلہ کی مسجد کے پیش امام صاحب سے تفصیل دریافت کی تو معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت جانور پر تو صرف اللہ کا نام ہی لیا جاتا ہے ـــــ ہاں! اسکا ایصالِ ثواب دوسروں کو کرتے ہیں اور یہی طریقہ فاتحہ وغیرہ کا ہے کہ کھانے وغیرہ پر آیاتِ قرآنی پڑھتے ہیں۔ اور آخر میں اسکا ایصالِ ثواب اپنے مُردوں کو کرتے ہیں ـــــ مگر پھر بھی مجھے تسلی نہیں ہوئی ـــــ آج ہمارے ان مسعود بھائی نے ایک رسالہ، کتاب "فتاوٰی رضویہ" میں دکھایا جس میں

اس کی تمام تفصیل تھی اور اب میری ہمیشہ کے لیئے تسلی ہوگئی ہے۔ بلکہ اب میں خود بھی اپنے والد صاحب کے یوم وفات پر ہر سال فاتحہ دلایا کرونگا کہ یہ تو جائز و احسن کام ہے ـــــ

ارے یار مسعود! یہ تو بتاؤ ـــــ جب بات چل نکلی ہے تو ہو ہی جائے کہ مولانا بریلوی کا جو ترجمۂ قرآن ہے، کیا وہ صحیح ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تو پھر عرب میں اس پر پابندی کیوں ہے؟

والد: یہ ترجمہ صحیح ہی نہیں بلکہ بہت صحیح ہے ـــــ یوں تو اردو زبان میں بہت سارے لوگوں نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے مگر مولانا احمد رضا خان کا ترجمۂ قرآن جو کہ "کنزالایمان" کے نام سے موسوم ہے آج بھی ہر جگہ باآسانی مل جاتا ہے ـــــ اگر اسکا دوسرے ترجموں سے تقابل کیا جائے تو یہ فرق واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ یہ ترجمہ لغوی، معنوی، ادبی اور علمی کمالات کا جامع ترین مرقع ہے ـــــ رواں اور شگفتہ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کی اصل روح سے حد درجہ قریب ہے ـــــ اس میں ہر مقام پر اللہ اور پیغمبروں کے ادب و احترام، عزت و عصمت اور مقام و عظمت کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا گیا ہے ـــــ اگر تم اس ترجمہ کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہو تو ذرا دوسرے ترجموں کو دیکھکر پھر ان کا اور اس کا تقابل کرو ـــــ "کنزالایمان" کا مطالعہ کرنے والوں کو دوسرے تراجم

کے مقابلے میں ایک واضح فرق یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ اس کے بغور مطالعہ سے اسلامی عقائد و ایمان کی اصل حلاوت سے نہ صرف یہ کہ لذت آشنائی ہوتی ہے بلکہ ایمانی دولت میں مزید برکت و اضافہ کا احساس ہوتا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ عرب میں اس پر پابندی کیوں ہے ؟ ——

تو بات یہ ہے کہ جب آج کے محققین و دانشور نے جدوجہد کی اور مولانا کے خلاف پروپیگنڈے کا پردہ چاک کیا تو اصل حقیقت سامنے آنے لگی اور لوگ مولانا احمد رضا خاں کی عظیم عبقری شخصیت سے متعارف ہونے لگے تو ان کے مخالف تعصب پسندوں کو یہ بات نہ بھائی اور وہ فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح یہ ذکرِ رضا رکوایا جائے —— چنانچہ پرانا حربہ استعمال کرکے اہلِ عرب، جن کو اردو نہیں آتی، میں یہ مکروہ پروپیگنڈہ کیا کہ مولانا احمد رضا نے ترجمۂ قرآن میں فحش غلطیاں کی ہیں۔ اہلِ عرب خود تو اردو جانتے نہیں، ان کو یقین آگیا کیونکہ بتانے والے اُن کو ظاہر میں بھلے مانس مسلمان ہی معلوم ہوتے تھے، چنانچہ بعض عرب ممالک میں اس وجہ سے پابندی عائد کردی گئی —— ورنہ سوچنے کی بات ہے کہ اَسّی سال سے کسی نے اعتراض نہیں کیا، —— کیا اس عرصہ میں کوئی عالمِ دین پیدا نہیں ہوا تھا؟ —— آج نئے نئے عالم پیدا ہوگئے ہیں ——

اور ایک بات اور بتاؤں کہ اب تو اسکا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے جو کہ کراچی، لاہور اور برطانیہ سے کئی مرتبہ چھپ چکا ہے، اور میں نے یہ

بھی سنا ہے کہ کراچی یونیورسٹی سے کوئی فاضل ترجمۂ قرآن "کنزالایمان" پر ڈاکٹریٹ PHD بھی کررہے ہیں —— یہ سب اسکی حقانیت کی دلیل نہیں تو کیا ہے ——

معراج: ہاں یار! بات تو صحیح ہے —— کہ اتنے بڑے بڑے بزرگوں اور پرانے عالموں نے تو اعتراض کیا نہیں —— کیا وہ قرآن کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ؟ —— اس کا مطلب یقیناً یہی ہے جو تم نے بتایا کہ یہ سب تعصب ہے تعصب، اور یہ لوگ خود تو تعصب کی آگ میں جل رہے ہیں دوسروں کو بھی جلا دینا چاہتے ہیں ——

یار مسعود! تم نے آج مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ میری آنکھوں سے غفلت کے پردے کو اُٹھا دیا —— میرے دل سے تعصب کی آگ کو بجھا کر عشقِ حق کی آگ روشن کردی۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

از

۲۸، رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۲ھ
۲، اپریل سنہ ۱۹۹۲ء

احقر العقید

(اقبال احمد اختر القادری)

مہر تقریظ از جناب جامع الفروع والاصول حمید المعقول والمنقول معتبر الجمیع ...
مولوی احمد رضا خاں صاحب سلمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم رئیس بریلی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کتاب انوار الحسنات فی رد البدعات تصنیف فاضل کرم ذی اللطف والکرم کرمی مولوی غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالی الولی ... فقیر میں آئی فرصت عنقا ہو رہی سب اول آخر اوسط سے چند متفرق مواضع بطور انموذج نظر سے گزرے اس سے پہلے فقیر کو مولوی صاحب موصوف سے کوئی تعارف نہ تھا اب تک نوبت ملاقات آئی یہ پہلی بار ہے کہ ان کی تصنیف دیکھی فقیر حقیر کیا اس قابل ہے کہ کسی کتاب پر اوس سے تقریظ لکھے مگر حکم المامور معذور اپنی گزارش یہ ہے کہ فقیر کو ملاحظہ کتاب نے بہت دل شاد کیا مصنف فاضل کے حضور دعائے سلامت وکرامت کی الحمد للہ اس زمانہ پر شور و شر پرفتن ... میں اول تو خود راہ مستقیم پر قائم رہنا دشوار ہے الصابر منہم علی دینہ کالقابض علی الجمر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جو خود مستقیم ہیں اور ... بہت کم ہیں جنہیں کہیے ع این جہد سکندر ... جہاں تک فقیر نے دیکھا مقاصد اصلیہ کتاب کو محمود و مستحسن پایا اللہ تعالی مصنف کے ارادات حسان و حسنات قلم و لسان میں برکت عطا فرمائے آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین امین والحمد للہ رب العلمین

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

આ'લા હઝરત અહમદ રઝા ખાન બરેલવી રહમતુલ્લાહ અલયહના હસ્તાક્ષર

اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا عکس۔

ہماری مُفت اشاعت

۱۔ جشنِ بہاراں۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

۲۔ ایصالِ ثواب اور گیارہویں شریف۔ (حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ)

۳۔ اظہارِ حق۔ (حضرت مولانا مفتی محمد عبد المتین صاحب)

۴۔ اندھیرے سے اُجالے کی طرف۔ (علامہ عبد الحکیم شرف قادری)

۵۔ رجب کی فاتحہ جائز ہے۔ (مولانا مفتی شجاعت علی قادری)

۶۔ فضل العلم والعلماء۔ (مولانا شاہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ)

۷۔ فتنۂ طاہری کی حقیقت۔ (مولانا مفتی قاری محبوب رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ)

۸۔ محاسنِ کنز الایمان۔ (ملک شیر محمد خان اعوان)

۹۔ علمی گرفت پر پروفیسر۔ (مولانا مفتی قاری محبوب رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ)

۱۰۔ تین سگے بھائی۔ (مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری)

۱۱۔ محبت کی نشانی۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

۱۲۔ پردہ اٹھتا ہے۔ (اقبال احمد اختر القادری)